السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس صدی میں سائنس ترقیوں نے سینکڑوں ایسے محیر العقول کارنامے انجام دیے ہیں جن پر انسانیت بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ طب کے میدان میں بھی سائنس نے کچھ ایسے امکانات پیدا کردیے ہیں۔ جن کے بارے میں آج سے قبل سوچنا بھی ممکن نہ تھا۔ تاہم ان میں سے کچھ ایسے مکانات ہیں جن پر عملدر آمد کرنا بحیثیت مسلمان ہمارے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہ جان لینا بہت ضروری ہے۔ ذیل میں میں مثال کے طور پر تین ایجادات کی طرف آپ کا ذہن مبذول کرانا چاہتا ہوں اور ان کے بارے میں شریعت کا حکم سننا چاہتا ہوں۔

1۔ سائنس کی رو سے بچے کی پیدائش میں تین چیزیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ مرد کی منی، عورت کی منی اور رحم مادر، مرد اور عورت کی منی ایک ساتھ مل کر رحم مادر میں پہنچتی ہے اور وہاں جا کر بچے کی پیدائش کا عمل شروع ہوتا ہے۔ کچھ ایسے مرد ہیں جو اپنی منی رحم مادر میں پہنچانے سے قاصر ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے ان کی منی رحم مادر میں پہنچا کر بچے کی پیدائش کا تجربہ کامیاب ہوچکا ہے۔ تاہم وہ عورت جس کے پیٹ میں رحم سرے سے موجود ہی نہ ہو، اس کے بچے کی پیدائش کس طرح ہو؟ اس کا حل سائنس نے یہ نکالا کہ شوہر اور بیوی کی منی کو لے کر کسی دوسری عورت کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے جہاں بچے کی پیدائش کا عمل پروان چڑھتا ہے۔ یہ دوسری عورت جب نو مہینے کے تکلیف دہ دور سے گزر کر بچے کو جنم دیتی ہے تو بچہ اس کا نہیں کہلاتا ہے بلکہ ان شوہر اور بیوی کا کہلاتا ہے جن کی منی سے یہ بچہ پیدا ہوا۔ کیا شریعت کی رو سے اس طریقے سے بچے کی پیدائش جائز ہے؟

2۔ مرد کی منی دو قسم کے جراثیم پر مشتمل ہوتی ہے۔ سائنس کی اصطلاح میں پہلی قسم کو X اور دوسری قسم کو Y سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ دونوں قسم کے جراثیم بیک وقت وافر مقدار میں مرد کی منی میں موجود ہوتے ہیں۔ جب کہ عورت کی منی صرف X قسم کے جراثیم پر مشتمل ہوتی ہے۔ مباشرت کے وقت اگر مرد کی منی کے X جراثیم غالب ہو کر عورت کی منی سے مل جاتے ہیں تو نتیجہ XX ہوتا ہے اور لڑکے کی پیدائش ہوتی ہے۔

اس نظریے کی بنیاد پر طبی ماہرین اس بات کا تجربہ کرنے میں مصروف ہیں کہ کسی طرح سائنسی عمل کے تحت اپنی پسند کے جراثیم کو غالب کیا جائے تاکہ نتیجہ اپنی پسند کے مطابق لڑکے یا لڑکی کی صورت میں برآمد ہو۔ جانوروں میں اس قسم کا تجربہ کامیاب ہوچکا ہے۔ انسانوں پر یہ تجربہ ابھی باقی ہے۔ کیا شریعت کی رو سے لڑکی یا لڑکے کا یوں انتخاب کرنا جائز ہوگا؟

3۔ قدیم زمانے سے انسان نے اپنے دماغ اور اعصاب کو پُرسکون رکھنے کے لیے متعدد طریقے اپنائے ہیں۔ انہیں وسائل میں ان مہلک اشیاء کا شمار بھی کیا جاسکتا ہے، جنہیں ہم شراب، افیون، چرس اور ہیروئن کے نام سے جانتے ہیں۔

سائنسی تجربات کے ذریعے سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ انسان میں غصہ، غم، تشنج، اختلاج بہت زیادہ حساس ہونا یا کسی قسم کے احساس سے عاری ہونا یہ ساری کیفیات دراصل دوران خون میں بعض کیمیائی اجزا میں تبدیلیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ان تجربات کی روشنی میں ایسے انجکشن ایجاد ہوئے، جو کیمیائی تبدیلیوں کو اپنی مرضی کے مطابق رکھتے ہیں اور ان سے ان مریضوں کا علاج ہوتا ہے، جو اعصابی طور پر یا دماغی طور پر صحت مند نہیں ہیں۔

ان کامیابیوں کی بنیاد پر مستقبل میں ایسے انجکشن کی ایجاد کی پشن گوئی کی جاتی ہے جس کا تجربہ مریض پر نہیں بلکہ صحت مند انسان پر ہوگا۔ اس تجربہ کا مقصد یہ ہوگا کس طرح ایک صحت مند انسان اپنی مرضی کے مطابق اعصابی یا دماغی کیفیت اپنے اوپر طاری کرلے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انجکشن کے ذریعہ سے ہم کسی انسان کو مستقل طور پر غصہ ور بنا سکتے ہیں یا بالکل ٹھنڈے مزاج کا کسی کو بہت زیادہ حساس بنا سکتے ہیں اور کسی کو بالکل بے حس اور بے شرم، گویا ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق اپنے مزاج کو ڈھال سکتا ہے کیا شریعت کی رو سے اس قسم کا عمل جائز ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ یہ مسائل غایت درجہ اہمیت کے حامل ہیں اور ضروری ہے کہ ان مسائل میں شریعت کے احکام کو واضح کیا جائے۔ ان مسائل کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ ان پر تجربات جاری ہیں اور توقع ہے کہ مستقبل قریب میں ان تجربات میں کامیابی حاصل ہوجائے اور جو چیزیں آج محض نظریہ کی حیثیت رکھتی ہیں کل ایک حقیقت بن جائیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ علماء وفقہاء ان مسائل میں شریعت کا حکم واضح کریں۔ اگرچہ سلف صالحین کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ ان سوالوں کا جواب نہیں دیتے تھے جو ہنوز نظریہ کے مرحلہ میں ہوں یہاں تک کہ حقیقت کا روپ اختیار کرلیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ان لوگوں کے سوال کو سخت ناپسند کرتے تھے جو اس قسم کا سوال کرتے تھے کہ "بالفرض اگر ایسا ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟" اور کہتے تھے کہ کسی چیز کے بارے میں اس وقت تک سوال نہ کرو جب تک وہ چیز واقع نہ ہوجائے۔

آپ نے جو مسائل پیش کیے ہیں وہ بھی ہنوز نظریہ اور تجربہ کے مرحلہ میں ہیں لیکن غالب گمان ہے کہ مستقبل قریب میں یہ چیزیں حقیقت بننے والی ہیں اس لیے ان سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔

1۔ بڑے غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس طریقہ سے بچے کی پیدائش دینی نقطہء نظر سے جائز نہیں ہوسکتی اور اسلامی شریعت اس قسم کے عمل کو خوش آمدید نہیں کہہ سکتی۔ کیونکہ اس عمل سے جو نتائج مرتب ہوں گے وہ اسلام کے لیے ناقابل قبول ہیں۔

ان میں سب سے بھیانک نتیجہ یہ ہے کہ اس طرح بچے کی پیدائش کے عمل میں ماں کے عظیم مرتبہ اور اعلیٰ مقام کی زبردست پامالی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اسلام ہو یا دوسرے مذاہب ومکاتب فکر ان سب کے نزدیک ماں کی حیثیت ومنزلت نہایت اعلیٰ وارفع ہیں۔ اور دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ کبھی غور کیا کہ ماں کو یہ حیثیت کیوں حاصل ہے؟ ماں وہ ہوتی ہے جس کی کوکھ میں مادہ منویہ کی نشوونما کا عمل شروع ہوتا

ہے۔ نومہینہ تک مسلسل اور مادہ کواپنے خون سے سینچتی رہتی ہے۔ اپنی غذا اسے کھلاتی رہتی ہے۔ نومہینے پر محیط یہ طویل مدت کتنی مصیبتوں اور آزمائشوں پر مشتمل ہوتی ہے اس کا بخوبی اندازہ ایک ماں کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ مگر ایک ماں ہی ہے جوان تکلیفوں کو جھیل ہر ممکن طریقہ سے اپنی کوکھ میں اس مادہ کی حفاظت کرتی ہے یہاں تک کہ وہ مادہ ایک انسانی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اس کے اس سے کٹھن مرحلہ آتا ہے جب بچے کی پیدائش کا مرحلہ آتا ہے بچے کی پیدائش کے وقت جو شدید تکلیف ہوتی ہے اس کا صحیح اندازہ کیا کوئی کرسکتا ہے؟ یہ مصیبتیں اور پریشانیاں یہیں نہیں ختم ہوجاتیں۔ بلکہ بچے کی پیدائش کے بعد مصیبتوں کا ایک نیادور شروع ہوتا ہے۔ اسے دودھ پلانے کا، اسے پلنے کا اور اپنا سارا سکھ دکھ چین قربان کرکے اس کی تربیت کرنے کا۔ اور یہ ماں ہوتی ہے جو اولاد کی محبت میں سب کچھ ہنسی خوشی جھیل جاتی ہے۔ اتنی آزمائشوں اور امتحانوں کے بعد اسے ماں کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ ماں جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے قدموں تلے جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنی عبادت کے بعد فوراً ماں باپ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین بار زور دے کر ماں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔

آپ ماں کی اس تصویر کو سامنے رکھیے اور یہ بتائیے کہ کیا وہ عورت ماں کہلانے کے لائق ہے جو اپنا مادہ منویہ دوسری عورت کی کوکھ میں رکھ کر مطمئن ہوجاتی ہے؟ اس کی کوکھ میں نہ بچے کی نشوونما ہوتی ہے اور نہ حمل اور پیدائش کی ہی طویل اور صبر آزما مصیبتوں سے گزرتی ہے۔ کیا صرف اپنے مادہ منویہ کے بل بوتے پر ماں کے عظیم مرتبہ کی مستحق ہوسکتی ہے؟

خود "والدہ" کا لفظ جو کہ عربی زبان کا لفظ ہے اس طرف اشارہ کررہا ہے کہ حقیقتاً ماں وہ ہوتی ہے جو بچے کو جنم دیتی ہے۔ اس لیے قرآن کا ارشاد ہے:

مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ ... ٢ ... سورة المجادلة

''ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے''

قرآن نے خود واضح کردیا کہ ماں وہی ہے، جو بچے کو جنم دیتی ہے۔ محض اپنا مادہ منویہ کسی دوسری عورت کی کوکھ میں رکھ دینے سے عورت ماں نہیں ہوتی۔ وہ عورت ماں کے عظیم مرتبے کی حقدار کیسے ہوسکتی ہے جو نہ حمل کی تکلیف سہہ سکتی ہے اور نہ جننے کے مراحل سے گزرتی ہے۔

میں اس موقع پر یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ اس بات کی کوشش کیوں کی جاتی ہے کہ ایک عورت کا مادہ منویہ دوسری عورت کی کوکھ میں رکھ کر بچے کی پیدائش کے عمل کو کامیاب بنایا جائے۔ سائنس دانوں کا جواب یہی ہوگا کہ اس طریقہ سے وہ عورت، جو کوکھ سے محروم ہے، اولاد کی نعمت حاصل کرسکتی ہے اور اس طرح اس کی محرومی کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ ان کے اس جواب پر میں کہوں گا کہ اسلامی شریعت کے دو اُصول ہیں۔ پہلا یہ کہ نقص دور کرنے کی کوشش صرف مقدور بھر ہونی چاہیے اور دوسرا یہ کہ کسی شخص کا نقصان دور کرنے کے لیے کسی دوسرے شخص کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ نقصان دور کرنے کی کوشش صرف مقدور بھر ہونی چاہیے۔ سائنس کتنی بھی ترقی کرجائے انسان کی ساری پریشانیوں کا حل پیش نہیں کرسکتا۔ آخر اس عورت کی پریشانی کا کیا حل ہوسکتا ہے جس کے پاس سرے سے مادہ منویہ ہی نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ آپ اس پریشانی کا جو حل پیش کررہے ہیں اس سے کسی دوسرے کو پریشانی لاحق ہورہی ہے یعنی خواہ مخواہ وہ عورت مسائل میں گرفتار ہورہی ہے جو اپنی کوکھ میں اس مادہ منویہ کو رکھ کر بچے کو جنم دے گی۔ کسی پریشانی کا حل ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے کو اس سے پریشانی ہو۔

آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ نے اس مسئلے کا جو حل پیش کیا ہے کوئی ضروری نہیں کہ یہی سب سے بہتر حل ہو۔ اس کا ایک بہترین حل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوکھ سے محروم عورت کے پیٹ میں کوکھ بنانے کی کوشش کی جائے اور میں بتاؤں کہ اس سمت میں بھی تجربات شروع ہوچکے ہیں۔

آپ نے جو حل پیش کیا ہے اس سے مختلف فتنوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ اگر یہ چیز جائز ہوگئی تو صرف کوکھ سے محروم عورت ہی نہیں بلکہ وہ عورتیں جو مال دار ہیں فیشن پرست ہیں اور بچے کو جن کر اپنے جسم کو متاثر کرنا نہیں چاہتیں کرایہ پر ایسی عورتوں کی خدمت حاصل کرلیں گی جو ان کے مادہ منویہ کو اپنی کوکھ میں رکھ کر ان کے بچے کو جنم دیں۔ اور اگر ایسا ہوگیا تو ایک عورت سال میں صرف ایک دو نہیں سو دو سو بچوں کو بھی پیدا کرواسکتی ہے اور جتنے بچوں کی چاہے ماں بن سکتی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا یہ صورت حال معاشرے کے لیے قابلِ قبول ہوگی؟

2: بچے کی پیدائش سے قبل لڑکے یا لڑکی کا انتخاب کرنا اسلامی شریعت کے عین منافی ہے۔ اس کے دو اسباب ہیں

1: ۔ رحم مادر میں نشوونما پانے والے جنین اور اس کے مستقبل کا علم ان پانچ علموں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کررکھا ہے۔ درج ذیل آیت میں ان پانچ چیزوں کا تذکرہ ہے

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ٣٤ ... سورة لقمان

''بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے''

کا علم ہے۔ اور وہ اس میں اپنی مرضی کے مطابق دخل اندازی کرسکتا ہے؟ (SEX) جب جنین کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے تو کوئی فرد بشر اس بات کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے کہ اسے اس جنین کے جنس

2۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنا سراسر اللہ کی مشیت میں دخل اندازی ہے۔ اللہ اپنی مرضی کے مطابق اور کسی عظیم مصلحت و حکمت کی بنا پر متعین مقدار میں لڑکے اور متعین مقدار میں لڑکیاں پیدا کرتا ہے۔ مرد و عورت کی تعداد میں توازن اللہ کی حکمت اور علم کے مطابق ہے۔ اس معاملے میں ہم بندوں کی مداخلت مختلف فتنوں کا دروازہ کھول سکتی ہے۔ ذرا غور کریں کہ اگر اس بات کی اجازت دے دی جائے تو اس دور میں لڑکوں کی پیدائش کی زیادہ خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر کوئی یہ چاہے گا کہ اس کے یہاں لڑکی کے بجائے لڑکے کی ولادت ہو۔ چنانچہ چند دہائی گزرنے کے بعد نتیجہ یہ ہوگا کہ روئے زمین پر نوے فیصد مرد ہوں گے اور دس فیصد عورتیں۔ ایک کم عقل شخص بھی اس امر کی تباہیوں کو محسوس کرسکتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ٤٩ ... سورة الشورىٰ

''اللہ ہی کےلیے آسمانوں اورزمین کی بادشاہت ہے۔ جوچاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے۔ اورجسے چاہتا ہے لڑکا عطا کرتا ہے''

دوسری آیت ہے:

وَرَ‌بُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ‌ ۔۔۔ سورۃ القصص 68

''(اور تیرا رب جوچاہتا ہے تخلیق کرتا ہے اوراس تخلیق میں اختیار کرتا ہے (کہ کیاچیزاسے تخلیق کرنی ہے''

درحقیقت جنین کے SEX کے انتخاب کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اور شریعت کی رو سے اللہ کے حق میں بندے کا تصرف کرنا کسی طورجائز نہیں ہے۔

البتہ انتہائی مجبوری کی صورت میں اس چیز کوجائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہوگا کہ اس معاملے کواللہ ہی پرچھوڑدیا جائے کہ اللہ کی مرضی ہی میں ہماری مصلحت پوشیدہ ہے۔

3 ۔ رہی بات انجکشن کے ذریعے انسان کے مزاج، دماغ اوراعصاب کواپنی مرضی کے مطابق تبدیل کرنے کی توبلاشبہ یہ بات اسلامی شریعت کے منافی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کوآزاد پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام راستے دکھائے ہیں اوراب انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ کون سارا ستہ اختیار کرتا ہے۔ انسان کے اختیار کواوراس کی آزادی کودواؤں اورانجکشن کے ذریعے سلب کرلینا اللہ کی مرضی اوراس کے تخلیق کے بالکل خلاف ہے۔ شراب یانشہ آورچیزوں کا استعمال اس لیے حرام ہے کہ یہ چیزیں انسانی دماغ کی آزادی اوراختیار کرسلب کرکے اسے معطل کردیتی ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نشہ آورچیزوں کے زیراثر انسان اپنی مرضی کے بغیرایسے کام کرڈالتا ہے، جواسے نہیں کرنا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق اس بنیاد پرکی ہے کہ انہیں آزادی اوراختیار عطا ہو۔ اللہ کی اس تخلیق میں بندوں کی دخل اندازی اوراس میں کسی قسم کی تبدیلی کی کوشش اللہ کوسخت ناپسند ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

فِطْرَ‌تَ اللَّـهِ الَّتِي فَطَرَ‌ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّـهِ ۔۔۔ سورۃ الروم 30

''یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کوپیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہے''

اس لیے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان مردوں پرلعنت فرمائی ہے جواپنی خلقت کوتبدیل کرکے عورت بننے کی کوشش کرتے ہیں یا وہ عورتیں جومرد بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہراس شخص پرلعنت فرمائی ہے جوجسمانی طورپراللہ تعالیٰ کی خلقت میں کسی قسم کی تبدیلی کربیٹھتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی ایسے ہی انجکشن کے ذریعے اگرکسی شخص کے مزاج میں تبدیلی پیدا کی جائے اوراس کے دماغ کوکسی خاص نہج پر موڑدیا جائے توکیا وہ شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا یا نہیں؟

بلاشبہ وہ شخص اپنے تمام اعمال کا جواب دہ ہوگا جب تک اس کے ہوش وحواس کام کررہے ہوں اوروہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ البتہ اگر یہ صلاحیت مفقود ہوجاتی ہے توپھر وہ اپنے اعمال کا جواب دہ نہیں ہے الا یہ کہ اس نے اپنی یہ صلاحیت خوداپنی مرضی سے کھوئی ہو۔

میری سمجھ سے اس قسم کے انجکشن خواہ کتنے ہی موثرہوں لیکن ان کی تاثیر موروثی مزاج وعادات سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کوئی شخص اپنے باپ دادا سے مزاج ہی میں سختی اورتیزی پاتا ہے اورکوئی انتہائی نرم مزاج پاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا؟ چونکہ اس نے یہ مزاج موروثی طورپر حاصل کیا ہے اس لیے وہ اپنے اعمال کا جواب دہ نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

عورت اور خاندانی مسائل، جلد:1، صفحہ:297

محدث فتویٰ